سر سید احمد خاں

اور

ہندستان کی پہلی جنگِ آزادی

عمر رضا

سر سید احمد خاں

اور

ہندستان کی پہلی جنگ آزادی

عمر رضا

سرسید احمد خاں

اور

مجاہدین آزادی

کے نام

فہرست

پیش لفظ	4
سر سید احمد خاں: زندگی اور شخصیت	9
ہندستان کی پہلی جنگِ آزادی: اسباب و محرکات	38
سر سید احمد خاں اور ہندستان کی پہلی جنگِ آزادی	83
حاصل مطالعہ	144
کتابیات	153

پیش لفظ

جنگ ِپلاسی کے بعد انگریز جس حکمت و ہوشیاری سے ہندستان پر قابض ہونے لگے تھے اور معاشی اعتبار سے ہندستانیوں کو انھوں نے جس طرح لوٹنا شروع کر دیا تھا، اس سے ہندستان کے عوام میں شدید بے چینی پیدا ہو گئی تھی۔ انگریزوں کے اس ظالمانہ اور استحصالی رویے سے نجات پانے کے لیے ہندستان کا بچہ بچہ ایسے موقع کی تلاش میں سر گرداں تھا جس سے نہ صرف یہ کہ انگریزوں کو سبق سکھایا جا سکے بلکہ انھیں ہندستان چھوڑنے پر بھی مجبور کیا جا سکے۔ لہٰذا 10 مئی 1857 کو یہ موقع ہندستانیوں کے ہاتھ آگیا۔ اس دن میرٹھ کی چھاؤنی میں ہندستانی سپاہیوں نے انگریزوں کی حکم عدولی کرتے ہوئے ان کے خلاف علمِ بغاوت بلند کر دیا۔ یہی بغاوت بہت جلد ہندستان کی پہلی جنگِ آزادی میں تبدیل ہو گئی تھی۔ کیونکہ اسی دن باغیوں/انقلابیوں/مجاہدینِ آزادی نے دہلی کا رخ کیا اور 11 مئی کی گرم صبح کو دہلی میں داخل ہو کر شہر دہلی کو انگریزوں سے آزاد کرا لیا تھا۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ستمبر کے مہینے میں مجاہدین کو شکست دے کر انگریز دہلی پر دوبارہ قابض ہو گئے تھے۔

یہ وہ زمانہ تھا جب ہندستان کے عوام ایک ایسے دوراہے پر کھڑے تھے جس کے متعلق انھیں یہ فیصلہ کرنا دشوار ہو رہا تھا کہ وہ کون سا راستہ اختیار کریں۔ کیونکہ ہر طرف

مایوسی، بے چارگی اور ظلم و بربریت کا بازار گرم تھا اورانھیں اپنا مستقبل تاریک نظر آرہا تھا۔ان دگرگوں حالات میں سرسید احمد خاں نے ہندستان کی تاریکی دور کرنے کے لیے خود کو وقف کیااور ایک ایسی حکمت عملی تیار کی جس سے ملک ترقی کے منازل طے کرنے لگا تھا۔

1857 میں انگریزوں کے خلاف ہندستانی سپاہیوں کی بغاوت اور چند مہینوں میں انگریزوں کے ذریعے اسے کچل دیے جانے سے ہندستانی عوام میں جس نوع کی مایوسی اور کسمپرسی کی کیفیت پیدا ہوگئی تھی،اسے دور کرنے کے لیے سرسید نے بہت سے ایسے اقدامات کیے جن سے ہندستان اور یہاں کے عوام کا مستقبل سنورنے لگا تھا۔ان اقدامات میں پہلی جنگ آزادی سے متعلق ہندستانیوں، خصوصاً مسلمانوں کے تئیں انگریزوں کے درمیان پھیلی بدگمانیوں اور غلط فہمیوں کو دور کرنا بے پناہ اہمیت کا حامل ہے۔اس کے لیے سرسید نے ایسی تحریریں پیش کیں جن سے انگریزوں اور ہندستانیوں کے درمیان مفاہمت کی راہ ہموار ہوئی۔ اس ضمن میں 'سرکشیِ ضلع بجنور'(1858)، 'اسباب بغاوت ہند'(1859)، 'لائل محمڈنز آف انڈیا'(1860)، 'تبئین الکلام فی تفسیر التوراۃ والانجیل علیٰ ملۃالاسلام' (1862) اور 'رسالہ احکام بعام اہل کتاب' (1868) جیسی کتابوں اور رسالوں کا خاص طور سے ذکر کیاجاسکتاہے جن کے ذریعے سرسید نے انگریزوں کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف پل رہی عداوت کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ نیز اُن تمام شکوک و شبہات کو بھی انگریزوں کے اذہان

سے دور کیا جن کی بنیاد پر انھوں نے مسلمانوں کے بارے میں یہ مفروضہ قائم کر لیا تھا کہ مسلمان برطانوی حکومت کے وفادار نہیں ہو سکتے۔

ہندستان کی پہلی جنگِ آزادی کے آغاز اور اس کے چند مہینوں میں انگریزوں کے ذریعے اسے شکست سے دوچار کر دینے کے بعد ہندستان میں جس طرح کے حالات رونما ہوئے، ان کے پیش نظر سرسید نے جس قسم کا نظریہ پیش کیا، خصوصاً انگریزوں اور ہندستانیوں کے درمیان جس نوع کی مفاہمت پیدا کرنے کی کوشش کی،اس کے متعلق اب بھی بہت سے ایسے لوگ ہیں جو ان کی نیت پر شکوک وشبہات کا اظہار کرتے ہیں۔ جبکہ اس کے لیے سرسید نے جو بھی موقف اختیار کیا،اس کا بنیادی مقصد صرف اور صرف ملک و قوم کی سا لمیت اور ترقی تھا۔یہی وہ بنیادی محرک ہے جس نے مجھے ہندستان کی پہلی جنگِ آزادی سے متعلق سرسید کے موقف کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کرنے کی جانب مائل کیا۔

پی ایچ ڈی (PhD) کے دوران جب میں نے انیسویں صدی کا مطالعہ کرنا شروع کیا، خصوصاً 1857 میں انگریزوں کے خلاف ہندستانی سپاہیوں کی بغاوت کے حوالے سے سرسید کی کتابوں پر میری نظر پڑی تو میرے ذہن میں زیر نظر کتاب کا خاکہ تیار ہو گیا تھا اور سنہ 2007 میں جواہر لعل نہرو یونیورسٹی (JNU) میں اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے کو جمع